Digitized by Khilafat Library Rabwah

فون ۲۹۴

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ۔ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

روزنامہ الفضل ربوہ

ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی

یوم منگل

The Daily ALFAZL RABWAH

قیمت فی پرچہ ۳۰ پیسے

جلد ۶۳/۲۸ | ۲۳ رجب ۱۳۹۴ھ ٭ ۱۳ ظہور ۱۳۵۳ ہش ٭ ۱۳ اگست ۱۹۷۴ء | نمبر ۱۸۶

اخبارِ احمدیہ

ربوہ ۱۳ ظہور۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ:-

طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے، الحمدللہ

احبابِ جماعت حضور ایدہ اللہ کی صحت و عافیت کے لئے خاص توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں۔

اعلانِ تعطیل:- ۱۴ اگست ۱۹۷۴ء کو یومِ آزادی کی تقریب کے موقع پر دفتر الفضل میں تعطیل رہے گی اِس لئے اُس روز الفضل شائع نہیں ہوگا۔ ایجنٹ صاحبان اور قارئینِ کرام مطلع رہیں۔ (مینیجر الفضل ربوہ)

پاکستان کے قیام پر بارگاہِ ربّ العزّت میں حضرت امام جماعتِ احمدیہ کا سجدۂ شکر

اِس تصوّر سے میری خوشی کی کوئی انتہا نہیں رہتی کہ لاکھوں مسلمانوں نے اپنے گھروں سے بے گھر ہو کر آقائے نامدار محمد رسول اللہ کے لئے ایک گھر بنانے کی سعادت پائی

۱۹۴۷ء میں سرزمینِ پاکستان پر قدم رکھنے کے بعد سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پُرشوکت اعلان

پاکستان میں جماعتِ احمدیہ کا پہلا جلسہ سالانہ دسمبر ۱۹۴۷ء میں منعقد ہوا تھا۔ اِس تاریخی جلسہ میں امام جماعتِ احمدیہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۲۸ دسمبر کو تقریر کرتے ہوئے قیامِ پاکستان پر جن جذباتِ مسرت کا اظہار فرمایا اُس کا اندازہ آپ کی اِس معرکہ آراء تقریر کے درج ذیل الفاظ سے لگایا جا سکتا ہے۔ آپ نے احبابِ جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:-

"مَیں جماعت کے دوستوں سے بھی کہتا ہوں کہ وہ اپنے نقطۂ نگاہ کو بدلیں۔ وہ زمانہ گیا جب ایک غیر قوم ان پر حکمران تھی اور وہ محکوم سمجھے جاتے تھے۔ مَیں تو اُس زمانہ میں بھی اپنے آپ کو غلام نہیں سمجھتا تھا لیکن چونکہ ایک غیر قوم ہم پر حکمران تھی کبھی کبھی خواہش پیدا ہوتی کہ ہندوستان کو چھوڑیں اور کسی اسلامی ملک میں جا کر رہنا شروع کر دیں۔ مگر اب اللہ تعالیٰ کا یہ کتنا بڑا احسان ہے کہ بجائے اس کے کہ ہم دُور کسی اسلامی ملک میں جاتے اُس نے ہمیں وہ ملک دے دیا جو عمل کرے یا نہ کرے کہلاتا خدا کا ہے، کہلاتا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ مَیں سمجھتا ہوں یہ ہمارے لئے بہت بڑی خوشی کا مقام ہے کہ چاہے اُس نے ایک چھوٹی چیز دی مگر اپنی تو دے دی۔ یہاں کوئی میری مانے یا نہ مانے لیکن جب مَیں یہ کہوں کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایسا کہتے ہیں تو کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ میرا کیا تعلق ہے کیونکہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے نام پر ایک حکومت قائم ہو گئی ہے۔ پس اِس تصور سے میری خوشی کی کوئی انتہا نہیں رہتی۔ مَیں اُن غموں کو بھول جاتا ہوں جو ہندوستان میں ہمیں پیش آئے۔ اِس لئے کہ گو میرا مکان میرے ہاتھ سے جاتا رہا مگر میرے آقا صلے اللہ علیہ وسلم کو ایک مکان مل گیا۔ یہ درست ہے کہ چالیس لاکھ مسلمانوں کے مکان ان کے ہاتھ سے جاتے رہے، وہ گھروں سے بے گھر ہو گئے، وہ جائیدادوں سے بے دخل ہو گئے مگر ایک جگہ ایسی ضرور پیدا ہو گئی ہے جس کے متعلق محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ میری جگہ ہے۔ اور یہ خوشی ہماری اپنی جائیدادوں کے کھوئے جانے سے بہت زیادہ ہے۔"

(الفضل ۲۳ مارچ ۱۹۵۶ء)

پبلشر: مسعود احمد ٭ پرنٹر: سید عبدالحی ٭ مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ ٭ مقامِ اشاعت: دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ

مورخہ ۱۳ ؍ ماہ ظہور ۱۳۵۳ھ ش

آزادی کی نعمت اور اس کی حفاظت کا طریق

آج سے ۲۷ سال قبل اللہ تعالیٰ نے ہمیں آزادی کی نعمت عظمیٰ سے سرفراز فرمایا تھا، جبکہ ۱۴ ؍ اگست ۱۹۴۷ء کو پاکستان کی آزاد و خود مختار اسلامی مملکت کا قیام عمل میں آیا۔ چنانچہ آج ہم اللہ تعالیٰ کے حضور حمد و شکر کے جذبات اور نئے عزائم اور نئے حوصلوں کے ساتھ اپنی آزادی کی ۲۷ ویں سالگرہ منا رہے ہیں۔

یوم آزادی کو قوموں کی زندگی میں ہمیشہ ہی بنیادی اہمیت حاصل ہوتی ہے۔ اس روز جہاں دلوں میں حمد و شکر کے جذبات اور آزادی کی حفاظت اور تعمیر و ترقی کے نئے عزائم اور نئے حوصلے جنم لیتے ہیں وہاں قومی سطح پر خود اپنا محاسبہ کرنے کی سعادت بھی میسر آتی ہے جس کے نتیجہ میں تعمیر و ترقی کی نئی راہیں کھلتی ہیں۔ سو آج کے دن اوّل تو ہم پر آزادی کی نعمتِ عظمیٰ عطا ہونے پر اللہ تعالیٰ کا شکر واجب ہے کیونکہ اُس نے اپنے کلام پاک میں ہمیں خبردار فرمایا ہے کہ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ (ابراہیم آیت ۸)۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ ہم محض زبان سے ہی شکر ادا کرنے والے نہ ہوں بلکہ زبان سے شکر ادا کرنے کے ساتھ ساتھ (کہ یہ بھی بہت ضروری ہے) دل سے اس نعمتِ عظمیٰ کی قدر کرنے والے، اپنے عمل سے اس کی خاطر خواہ حفاظت کرنے والے اور اس راہ میں بے دریغ اپنے اموال اور اپنی جانیں قربان کرنے والے ہوں۔ دوسرے ہم پر واجب ہے کہ ہم یہ محاسبہ کریں کہ گزشتہ ۲۷ سال میں ہم نے آزادی کی حفاظت کے تعلق میں کس حد تک اپنے فرائض کو ادا کیا اور کس کس جہت میں ہم نے اپنے فرائض کی ادائیگی میں غفلت اور کوتاہی برتی۔ اس طرح گویا ہم یہ جائزہ لیں کہ اس ۲۷ سال کے عرصہ میں ہم نے کیا پایا اور کیا کھویا۔

جہاں تک اس محاسبہ اور جائزے کا تعلق ہے ہمیں یہ امر فراموش نہیں کرنا چاہیئے کہ پاکستان قائد اعظم کی ولولہ انگیز قیادت آپ کی حیرت انگیز سیاسی بصیرت، انتھک مساعی کی ناقابل بیان کیفیت اور آپ کی قیادت میں مخالفین مسلم لیگ کے ماسوا مسلمانان برّصغیر کی عظیم قربانیوں کے بل پر معرض وجود میں آیا تھا۔ آپ اپنی غیر معمولی صلاحیتوں اور استعدادوں کی وجہ سے عظیم مدبّر اور بہت بلند پایہ سیاسی نبّاض تھے۔ آپ نے حالات کا بنظرِ غائر مطالعہ کرنے کے بعد مسلمانوں کے لئے حصولِ آزادی کی راہ بہت سوچ سمجھ کر متعین کی اور پھر پوری قوم کو اسی پر گامزن کر کے اسے منزلِ مراد تک پہنچایا۔ پھر حصولِ پاکستان کے بعد آپ نے زمانۂ جدید کے نت نئے تقاضوں کی وجہ سے پیدا ہونے والی مشکلات اور اقوامِ عالم پر اس کے ناگزیر اثرات کا جائزہ لے کر پاکستان کی بقاء و استحکام اور اسکی تعمیر و ترقی کی راہیں بھی خود ہی متعین کیں۔ آپ کی مقرر کردہ یہ راہیں قوم و ملک کے لئے ہمیشہ ہمیش کے واسطے مشعلِ راہ کی حیثیت رکھتی ہیں۔ آپ نے بے اندازہ ترقی کے روشن امکانات اور آئندہ پیدا ہونے والے خطرات سے پہلے ہی آگاہ کر دیا تھا اور پاکستان کو ان خطرات سے محفوظ و مامون رکھنے کی راہیں بھی بتا دی تھیں۔

قائد اعظم کی ان تفصیلی ہدایات کو پیش نظر رکھتے ہوئے اگر ہم اس امر کا جائزہ لیں کہ گزشتہ ۲۷ سال میں ہم نے کیا کھویا اور کیا پایا تو یہ حقیقت ابھر کر ہمارے سامنے آتی ہے کہ ہم نے جو کچھ کھویا اس لئے کھویا کہ ہم نے قائد اعظم کی بعض واضح ہدایات کو پس پشت ڈالنے میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھا اور جو پایا وہ آپکی ہدایات پر کما حقہ عملدر آمد کے نتیجہ میں ہی پایا۔ اس میں شک نہیں بعض میدانوں میں ہم نے حیرت انگیز ترقی کی ہے حتی کہ ترقی پذیر ملکوں کے لئے ایک قابل تقلید مثال قائم کر دکھائی ہے۔ خارجی تعلقات میں بھی زبردست استحکام پیدا ہوا ہے حتی کہ پاکستان اپنی تحفظ کی ضمانت حاصل کرنے میں کامیاب رہا ہے اور علی الخصوص اسلامی ملکوں کے ساتھ نہایت قریبی اور گہرے تعلقات استوار کرنے اور ان کے مفادات کو آگے بڑھانے میں نمایاں کامیابی ہوئی ہے۔ یہ سب کامیابیاں ہر لحاظ سے قابل ستائش ہیں۔

لیکن جب ہم اس طرف آتے ہیں کہ ہم نے کیا کھویا تو بعض تلخ حقائق سامنے آئے بغیر نہیں رہتے۔ قائد اعظم نے قیامِ پاکستان کے معاً بعد قوم کو جس خطرہ سے سب سے زیادہ خبردار کیا تھا وہ صوبائی اور علاقائی عصبیت ہی تھی۔ آج اگر مشرقی پاکستان پاکستان کا جزو نہیں ہے تو اس کی وجہ بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ مشرقی پاکستان کے لوگوں نے صوبائی عصبیت کے متعلق قائد اعظم کے انتباہ کو درخورِ اعتنا نہ جانا۔ اب مغربی پاکستان کے بعض علاقوں میں بھی صوبائی عصبیت کا عفریت کوئی نیا گل کھلانے کے لئے ہاتھ پاؤں مار رہا ہے گو اسے قابو میں رکھنے کے لئے کامیاب جدوجہد بھی جاری ہے اور انشاء اللہ العزیز اسے اب یہ مہلت ہرگز نہ ملے گی کہ وہ کوئی نیا گُل کھلا سکے۔

دوسرا عظیم خطرہ جس سے قائد اعظم نے قوم کو خبردار کیا تھا اور جسے ایک محکم بنیادی اصول کے تحت ہمیشہ ہمیش کے لئے دور کر دکھایا تھا وہ فرقہ دارانہ تعصب تھا۔ آپ نے نہ حصول پاکستان کی جدوجہد کے دوران اور نہ قیام پاکستان کے بعد اس نئی مملکت کی بنیادوں کو مضبوط کرنے کی مساعی کے مرحلہ میں فرقہ دارانہ تعصب کو سر اٹھانے کی اجازت دی اور جس کسی نے اس ہلاکت آفریں تعصب کو ہوا دینے کی کوشش کی اُس کی ایک بھی پیش نہ جانے دی۔ آپ فرقہ دارانہ اختلافات کو کوئی اہمیت دینے کے سرے سے روادار ہی نہ تھے۔ آپ کا اس بارہ میں ایک ہی اصول تھا جس پر آپ عمر بھر سختی سے کاربند رہے کہ فرقہ دارانہ اختلافات سے حکومت کو کوئی سروکار نہیں۔ ہر شخص اپنے آپ کو جس مذہب کا پیرو کہتا ہے وہ اُسی مذہب کا پیرو شمار ہوگا۔ آپ قومی اور حکومتی سطح پر شہریوں میں کسی قسم کی تفریق کے شدید مخالف تھے خواہ وہ صوبائی اور علاقائی تفریق ہو یا مذہبی اور فرقہ دارانہ۔ آپ کسی بھی نوع کی تفریق کو پاکستان کی سلامتی اور اسکی ترقی کے لئے زہرِ قاتل سمجھتے تھے۔ اسی لئے ۱۱ ؍ اگست ۱۹۴۷ء کو آپ نے پاکستان کی دستور ساز اسمبلی میں پہلی تقریر کرتے ہوئے فرمایا:-

"اگر تم ماضی کو بدل دو اور اس سپرٹ کے ساتھ مل کر کام کرو کہ تم میں سے کسی شخص کا رنگ، مسلک اور مذہب خواہ کچھ ہی ہو بہر حال وہ اوّل و آخر اس سٹیٹ کا شہری ہے اور سب کے حقوق مفادات اور فرائض و واجبات یکساں ہیں تو تمہاری ترقی کی کوئی حد نہیں ہوگی۔ میں اس حقیقت کو اس سے زیادہ اور پُرزور طریقہ پر کس طرح بیان کر سکتا ہوں۔ میں پھر یہی کہوں گا کہ ہمیں اس سپرٹ کے ساتھ کام شروع کر دینا چاہیئے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ اکثریتی فرقہ اور اقلیتی فرقہ، ہندو اور مسلم کے تفرقے، پھر مسلمانوں میں پٹھان، پنجابی، سُنّی اور شیعہ وغیرہ کے تفرقے، اور اسی طرح ہندوؤں میں برہمن، ویش، کھتری اور بنگالی و مدراسی کے جھگڑے اور امتیازات خود بخود مٹ جائیں گے...... اگر ہم نے ایسا کیا تو پھر ہندو ہندو نہیں رہے گا اور مسلمان مسلمان نہیں رہے گا، مذہبی طور پر نہیں کیونکہ اس کا تعلق تو ہر انسان کے ذاتی عقیدہ سے ہے بلکہ صرف ایک سٹیٹ کے شہری ہونے کی سیاسی اصطلاح اور اس کے مفہوم میں"

یہ انتہائی افسوسناک بات ہے کہ قائد اعظم کے اس اصل الاصول کو ہم نے فراموش کر دیا۔ پہلے صوبائی عصبیت نے گُل کھلائے اور اب فرقہ دارانہ عصبیت رنگ لا رہی ہے اور ان عصبیتوں کو ہوا دینے والے اکثر و بیشتر وہی عناصر ہیں جو قبل ازیں خود قائد اعظم، مسلم لیگ اور مطالبۂ پاکستان کے مخالف اور بلاواسطہ یا بالواسطہ کانگریس کے ہمنوا تھے۔ قیام پاکستان کے بعد سے ان کی کوشش یہ ہے کہ پاکستان کی بقاء و سلامتی، اس کے استحکام اور تعمیر و ترقی کیلئے جو راہیں موجودہ زمانہ کے حالات کو مدّنظر رکھتے ہوئے خود بانیٔ پاکستان قائد اعظم مرحوم نے متعین کی تھیں قوم کو ان سے منحرف کر دیا جائے اور اس طرح نت نئے مسائل پیدا کر کے قومی اتحاد اور ملکی سلامتی کو خطرہ میں ڈال دیا جائے۔ لیکن جیسا کہ قائد اعظم نے بار بار اس امر کو واضح کیا تھا پاکستان ہمیشہ ہمیش قائم رہنے کے لئے معرض وجود میں آیا ہے۔ قائد اعظم کی متعین کردہ راہوں پر یہ دن دگنی اور رات چوگنی ترقی کرے گا۔ ان راہوں سے منحرف کرنے کی کوششیں کبھی بار آور نہ ہوں گی۔ قائد اعظم اور آپ کی متعین کردہ راہوں اور اصولوں کو پاکستان میں کوئی بھی (باقی صفحہ پر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پاکستان ہمارا اپنا ملک ہے جس کے لئے ہم نے اپنے دوسرے بھائیوں کے ساتھ مل کر بڑی قربانیاں دی ہیں

تم اپنے ملک کو نہایت حسین اور ثمر آور باغ میں تبدیل کرنے کیلئے ہر ممکن کوشش کرو

وطن سے محبت اور پیار نہ صرف ایک اچھے شہری کا فرض ہے بلکہ ایمان کا ایک اہم شعبہ ہے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ کے ایک حالیہ خطبہ جمعہ کا خلاصہ

مؤرخہ ۱۹؍وفا ۱۳۵۳ہش (۱۹؍جولائی ۱۹۷۴ء) کو مسجد اقصیٰ ربوہ میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جو خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا تھا اس کا خلاصہ ذیل میں ہدیہ قارئین ہے۔

دنیا میں ہر ملک کے شہری مختلف گروہوں میں تقسیم کئے جا سکتے ہیں۔ ایک تقسیم تو یہ ہے کہ بعض شہری اچھے شہری ہوتے ہیں اور بعض شہری اچھے شہری نہیں ہوتے۔ دنیا کے ہر ملک میں ہمیں ایسا ہی نظر آتا ہے۔ دوسری تقسیم یہ ہے کہ بعض لوگوں کے نزدیک اچھے شہری سے ایک بات مراد لی جاتی ہے اور بعض دوسرے لوگوں کے نزدیک اچھے شہری سے ایک اور چیز مراد لی جاتی ہے یعنی بعض کہتے ہیں کہ اچھے شہری کی یہ یہ صفات ہونی چاہئیں اور بعض دوسرے کہتے ہیں کہ اچھے شہری کی (اس سے مختلف ایک حد تک یا بعض دفعہ متضاد) یہ یہ صفات ہونی چاہئیں۔ اس تفصیل میں تو میں اس وقت نہیں جاؤں گا میں بتانا یہ چاہتا ہوں کہ اسلام کے نزدیک (جیسا کہ ہم نے اسلام کو مہدی موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل سمجھا ہے) اچھے شہری وہ ہیں جو شہری حقوق کی ادائیگی کی کوشش کے علاوہ یہ ایمان بھی رکھتے ہوں کہ اپنے ملک سے پیار بھی ایمان کا ایک شعبہ ہے اور یہ ادنیٰ ترین شعبہ نہیں کیونکہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایمان ایک کم سو حصوں یا ستر سے زیادہ شعبوں میں منقسم ہے (زبان کے یہ محاورے ہیں ضروری نہیں کہ کسی چیز کو اُسی عدد کے اندر محدود کر دیں بلکہ کثرت بتانا مقصود ہوتی ہے تو) اس کا مطلب یہ ہوا کہ ایمان کے بہت سے شعبے ہیں۔ عربی زبان اور دوسری زبانیں بھی اس قسم کے محاورے استعمال کرتی ہیں۔ بہرحال جس رنگ میں بھی اسے لیں، خواہ لفظی معنی میں لیں تب بھی ایمان کا ایک کم سو شعبہ بڑی تعداد ہے اور اگر محاورہ کے معنی میں لیں تو پھر تو مفہوم یہ ہو گا کہ ایمان کافی تعداد میں مختلف شعبوں میں تقسیم شدہ ہے اور سب سے بلند اور افضل شعبۂ ایمان، ایمان باللہ ہے۔ اور ادنیٰ ترین شعبۂ ایمان اِمَاطَةُ الْاَذٰى عَنِ الطَّرِيْقِ ہے۔ یعنی گزرگاہوں سے ایسی چیزوں کا ہٹانا جو وہاں سے گزرنے والوں کو تکلیف پہنچانے والی ہوں اور ایک جگہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حُبُّ الْوَطَنِ مِنَ الْاِيْمَانِ تو جو سب سے بلند ہے اُس کے تو قریب بھی نہیں لیکن جو سب سے ادنیٰ ہے اُس سے بہرحال کچھ درجے اوپر کا یہ شعبۂ ایمان ہے۔

شہریوں کے فرائض ایک تو حکومتیں خود متعین کرتی ہیں اور مختلف ممالک کی ان تعیین میں فرق بھی ہوتا ہے اور انسانی عقل اس فرق کو اپنے اپنے حالات کے مطابق برداشت بھی کرتی ہے۔ ایک ماحول میں بعض صفات جو اچھے شہری سے متعلق ہیں ان پر زیادہ زور دیا جاتا ہے۔ ایک دوسرے ماحول میں بعض دوسری صفات پر زور دیا جاتا ہے۔

اگر ہمارے نزدیک بھی یہی تعریف کافی ہوتی کہ قانونِ وقت اچھے شہریوں میں جو صفات دیکھنا چاہتا ہے وہ ایک احمدی میں ہونی چاہئیں تو ہمارے لئے کوئی پریشانی کی بات نہیں تھی۔ ہم اپنے قانون دانوں کو کہتے اپنے پڑھے لکھوں کو کہتے کہ جماعت کے سامنے ان صفات کو بیان کرتے رہا کرو جو قانونِ وقت کے نزدیک اچھے شہریوں میں پائی جانی چاہئیں لیکن ہماری ذمہ واری اس سے بڑھ کر ہے۔ ہماری ذمہ واری یہ ہے کہ جس ربّ نے اپنے پیارے خَاتَمُ الْاَنْبِيَاء محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ذریعہ یہ اعلان کیا کہ حُبُّ الْوَطَنِ مِنَ الْاِيْمَانِ ہم یہ دیکھیں کہ وہی خدائے علّام الغیوب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل اور آپ کے ذریعہ لائی ہوئی شریعت کے مطابق کن چیزوں کو حب الوطنی میں شامل کرتا ہے (میں اُمید کرتا ہوں کہ ہمارے علماء اس کی تفصیل میں جا کر چھوٹے چھوٹے مضامین "الفضل" کو دیں گے تا کہ دوستوں کے سامنے یہ چیز آ جائے۔)

مسلمان جو صحیح اسلام پر قائم ہوا پہلے دن سے آج تک اُس کو یہی حکم ہے کہ پیار اور محبت کے ساتھ نوعِ انسانی کے دل اللہ اور اس کے محبوب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جیتو! اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جو تعلق ہے جو پیار اور محبت کے نتیجہ میں اور بے لوث ندامت کے نتیجہ میں پیدا ہوا اُس کو قائم رکھنا اور اس میں زیادہ حسن پیدا کرنے کی کوشش بھی تو محبت اور پیار کے نتیجہ میں ہی ہو سکتی ہے۔ بہرحال شریعتِ محمدیہ کے مطابق اپنی زندگیاں گزارو۔ اور ایک چھوٹا سا حکم یہ دیا گیا کہ حُبُّ الْوَطَنِ مِنَ الْاِيْمَانِ اسلئے اپنے اس ملک کی خیر خواہی کیلئے جو کچھ بن آتا ہے وہ کرو۔ اور جیسا کہ میں نے پہلے بھی بتایا ہے یہ ہمارا ملک ہے جس کیلئے ہم نے اپنے دوسرے بھائیوں کے ساتھ مل کر بڑی قربانیاں دی ہیں اور اس ملک کو ایک نہایت حسین لہلہاتے ثمر آور باغ میں تبدیل کرنے کیلئے ہر ممکن کوشش جماعت احمدیہ اور اس کا ہر فرد کرے گا، انشاء اللہ تعالیٰ۔

اللہ تعالیٰ تمہیں تمہارے گھروں میں آباد رکھے اور تمہارے گھروں میں وہ خوشحالی پیدا کرے جس کا ذکر اسلام میں جنت کے متعلق آیا ہے اور تمہارے گھر اس دنیا میں تمہارے لئے بھی اور تمہارے ساتھ تعلق رکھنے والوں کیلئے بھی اور پاکستان کے ہر شریف الطبع شہری کیلئے بھی دنیوی جنتیں بن جائیں۔ خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تحریک پاکستان میں جماعت احمدیہ کی طرف سے مسلم لیگ کی پُرجوش حمایت

مکرم مولوی دوست محمد صاحب شاہد ربوہ

تحریک پاکستان ایک عظیم الشان جدوجہد اور مسلسل قانونی و آئینی جنگ کا نام ہے، جو مسلمانانِ برصغیر کو دو قومی نظریہ کی بنیاد پر اپنی اجتماعی زندگی کے بقا اور اپنے اقتصادی و سیاسی حقوق کی حفاظت کے لئے ۱۸۸۳ء سے لے کر ۱۹۴۷ء تک لڑنا پڑی اور بالآخر ایک عظیم اسلامی مملکت — پاکستان — کی شکل میں منزل مراد تک پہنچی۔

اس جنگ کا آغاز "اینگلو محمڈن ڈیفنس ایسوسی ایشن" سے ہوا جس کے اجلاس اوّل منعقدہ ۱۲ اپریل ۱۸۸۳ء میں مسلمانوں کے لئے یہ لائحہ عمل تجویز کیا گیا کہ وہ:-

"ہمیشہ گورنمنٹ کے کام میں خیر خواہی اور وفاداری کے ساتھ مدد دیتے رہیں اور اپنے حقوق کی حفاظت کرتے رہیں۔" (اخبار عام لاہور ۱۴ اپریل ۱۸۸۳ء صفحہ ۶)

یہ انجمن ہندوستان کے مسلمانوں کی پہلی ملک گیر سیاسی تنظیم تھی جو علیگڑھ میں قائم ہوئی اور اس کے قائد سر سید احمد خاں مرحوم تھے۔ جن کو حضرت بانی جماعت احمدیہ "بہادر، ذیرک، فراست رکھنے والا اور پولیٹیکل مصالح شناس بزرگ" کے القاب سے یاد فرمایا کرتے تھے۔ (فریاد درد)

سر سید احمد خاں مرحوم کے بعد تحریک پاکستان کے اکثر و بیشتر معرکے مسلم لیگی عمائد بالخصوص قائد اعظم محمد علی جناح کی سرکردگی میں طے ہوئے اور اس سلسلے میں آخری لڑائی باؤنڈری کمیشن میں بحث کی شکل میں لڑی گئی۔

تحریک پاکستان کے چونسٹھ سالہ دور میں تو بے شمار مراحل ہیں جن سے کاروانِ حریت کو گزرنا پڑا مگر خاص طور پر تین ایسے انقلابی مراحل بھی پیش آئے جن میں سے ہر ایک اپنی ذات میں مستقل اہمیت کا حامل تھا اور جس کی بدولت مسلم قوم نہایت تیزی سے آگے بڑھنے میں کامیاب ہوتی رہی اور اپنوں اور بیگانوں کی شدید مزاحمتوں کے باوجود اپنا ایک قومی وطن بنانے میں کامیاب ہوئی۔

جماعت احمدیہ کو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ فخر حاصل ہے کہ وہ واحد مذہبی جماعت ہے جسے من حیث الجماعت تحریک پاکستان کے جملہ مراحل میں بھرپور حصہ لینے اور ملت اسلامیہ کی مقدور بھر خدمت بجا لانے کا شرف حاصل ہوا۔

تحریک پاکستان میں جماعت احمدیہ نے جس جوش و خروش سے حصہ لیا اور مسلم لیگ کی پُرجوش حمایت کر کے اس کے "کاز" (cause) کو تقویت پہنچائی ذیل میں اختصار کے ساتھ اس کا ذکر کیا جاتا ہے:-

قرارداد پاکستان کی تائید و حمایت

"قائد اعظم کی قیادت کا اہم ترین واقعہ قرارداد پاکستان ہے جو ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کو لاہور میں پاس ہوئی۔ اس قرارداد کے بعد سر سٹیفورڈ کرپس ہندوستان آئے اور ہندوستان کی آزادی کا ایک جدید فارمولا پیش کیا جسے مسلم لیگ اور کانگرس دونوں نے مسترد کر دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ہندوستان کی آزادی قطعی محال اور بالکل ناممکن دکھائی دینے لگی۔ عین اس تاریک اور گھٹاٹوپ ماحول میں حضرت امام جماعت احمدیہ نے ۱۲ جنوری ۱۹۴۵ء کو ایک خطبہ جمعہ کے ذریعہ انگلستان اور ہندوستان دونوں کو مفاہمت و مصالحت کی دعوت دی" (الفضل ۱۷ جنوری ۱۹۴۵ء)

اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدہ بندوں کی زبان کو بسا اوقات اپنی زبان بنا لیتا ہے یہی صورت یہاں ہوئی آپ کے خطبہ کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے خود بخود یہ سامان پیدا کر دیا کہ چوہدری محمد ظفر اللہ خان کو جو ان دنوں فیڈرل کورٹ آف انڈیا کے جج تھے کامن ویلتھ ریلیشنز کانفرنس میں ہندوستانی وفد کے قائد کی حیثیت سے انگلستان جانا پڑا۔ جہاں آپ نے سرکاری نمائندہ ہونے کے باوجود انگلستان کے سامنے ہندوستان کی آزادی کا مطالبہ ایسے زوردار اور پُرشوکت و قوت الفاظ میں رکھا کہ دنیا بھر میں تہلکہ مچ گیا اور انگلستان کے سربرآوردہ اخبارات کے علاوہ ہندوستان کے مسلم و غیر مسلم پریس نے اس پر بکثرت تعریفی مضامین لکھے چنانچہ اخبار انقلاب نے "سر ظفر اللہ خان کی صاف گوئی" کے عنوان سے لکھا:۔

"چوہدری سر ظفر اللہ خان نے کامن ویلتھ کی کانفرنس منعقدہ لنڈن میں جو تقریر فرمائی وہ ہر انگریز اور اتحادی ملکوں کے ہر فرد کے لئے دلی توجہ کی مستحق ہے انہوں نے کہا۔

کیا اس ستم ظریفی کی کوئی مثال مل سکتی ہے کہ جس ہندوستان کے پچیس لاکھ بہادر مختلف جنگی میدانوں میں جمعیتہ اقوام برطانیہ کی آزادی کو محفوظ رکھنے کی خاطر لڑے ہیں وہ خود آزادی سے محروم ہے"

(انقلاب ۲۲ فروری ۱۹۴۵ء)

حیدرآباد دکن کے روزنامہ پیام (۲۲ فروری ۱۹۴۵ء) نے لکھا:۔

"سر ظفر اللہ کی آواز میں ایک گرج ہے ایک دھماکا ہے جس کو ہم نظر انداز نہیں کر سکتے۔"

ہندو اخبار پربھات نے (۲۰ فروری ۱۹۴۵ء) نے یہ نوٹ شائع کیا:۔

"ایک ایک ہندوستانی کو سر ظفر اللہ خان کا ممنون ہونا چاہیئے کہ انہوں نے انگریزوں کے گھر جا کر حق بات کہہ دی۔"

اخبار پرتاپ (۲۲ فروری ۱۹۴۵ء) نے لکھا:۔

"ہندوستان کے فیڈرل کورٹ کے جج سر ظفر اللہ خان آج کل لنڈن گئے ہوئے ہیں آپ کامن ویلتھ ریلیشنز کانفرنس میں ہندوستانی ڈیلی گیشن کے لیڈر ہیں لنڈن میں آپ نے جو تقریریں کی ہیں اُن سے ہندوستان تو کیا ساری کامن ویلتھ میں تہلکہ مچ گیا ہے ..... آپ نے برطانوی حکمرانوں کو وہ کھری کھری سنائیں کہ سننے والے دنگ رہ گئے برطانوی حکومت کے درجنوں تنخواہ دار ایجنٹوں کے کئے کرائے پر آپ کی ایک تقریر نے پانی پھیر دیا۔"

چوہدری صاحب کی ان حریت پرور اور انقلاب انگیز تقریروں کا فوری اثر برطانیہ کے عوامی اور صحافتی حلقوں سے بڑھ کر براہ راست برطانوی حکومت پر یہ ہوا کہ اس نے لارڈ ویول وائسرائے ہند کو انتقال اقتدار کا نیا فارمولا تجویز کرنے اور مسلم و غیر مسلم زعماء کو مصالحت کی پیشکش کرنے کے لئے لنڈن طلب کر لیا لارڈ ویول برطانوی وزیر اعظم مسٹر چرچل اور کابینہ کے دوسرے ارکان سے مشورہ کے بعد ۵ جون کو نئی تجاویز لیکر ہندوستان میں پہنچ گئے۔

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ نے ۲۲ جون ۱۹۴۵ء کے خطبہ جمعہ میں مسلمان اور ہندو لیڈروں کو نہایت درد دل کے ساتھ یہ پیغام دیا کہ انگلستان صلح کے لئے ہاتھ بڑھا رہا ہے اور سو سال سے ہندوستان غلامی کی زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے وہ اس پیشکش کو قبول کر کے آئندہ نسلوں پر احسان عظیم کریں۔ حضور کا یہ خطبہ جمعہ اور اس کا انگریزی ترجمہ دونوں ہندوستانی لیڈروں تک پہنچا دیا گیا۔

مشہور اہل حدیث عالم جناب مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے اخبار اہلحدیث میں اس خطبہ کے بعض اقتباسات دے کر یہ تبصرہ فرمایا:۔

"یہ الفاظ کس جرأت اور غیرت کا ثبوت دے رہے ہیں۔ کانگرسی تقریروں میں اس سے زیادہ نہیں ملتے۔ چالیس کروڑ ہندوستانیوں کو غلامی سے آزاد کرنے کا ولولہ جس قدر خلیفہ جی کی اس تقریر میں پایا جاتا ہے وہ گاندھی جی کی تقریر میں بھی نہیں ملے گا۔"

(اہل حدیث امرتسر ۲۰ جولائی ۱۹۴۵ء صفحہ ۲)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سیاسی لیڈروں کی کانفرنس ۲۵ر جون سے لے کر ۱۴ جولائی ۱۹۴۵ء تک جاری رہی قائد اعظم محمد علی جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ نے انتہائی کوشش کی کہ کسی طرح کانگرسی لیڈر لاہور ریزولیوشن کے مطابق مسلمانوں کے حق خود ارادیت کی گارنٹی دے اور ملک میں ایک عارضی قومی حکومت قائم ہو جائے مگر کانفرنس اس پر آمادہ ہونے کے لئے تیار نہ ہوئی قائد اعظم کی طرح حضرت امام جماعت احمدیہ کا بھی خیال تھا کہ اگر ہندو کانگرس مسلمانوں کے حق خود ارادیت کو تسلیم کر لے تو ملک میں ایک قومی حکومت قائم ہو سکتی ہے بلکہ آپ کا ایک عالمی تبلیغی جماعت کے پیشوا کی حیثیت سے یہ بین الاقوامی مسلک تھا کہ ساری دنیا کی ایک حکومت قائم ہو تا یہ سبھی فسادات دور ہوں اور انسانیت بھی اپنے جوہر دکھانے کے قابل ہو۔

(الفضل ۲۳ر اکتوبر ۱۹۴۵ء صفحہ ۱)

اس ضمن میں آپ نے ہندوستان کی نسبت بالخصوص اس عزم کا اعلان فرمایا:-

"ہم ہندوستان کو نہیں چھوڑ سکتے یہ ملک ہمارا ہندوؤں سے زیادہ ہے ہماری سستی اور غفلت سے عارضی طور پر یہ ملک ہمارے ہاتھ سے گیا ہے۔ ہماری تلواریں جس مقام پر جا کر کُند ہو گئیں وہاں سے ہماری بازو کا حملہ شروع ہو گا اور اسلام کے خوبصورت اصول پیش کر کے ہم اپنے ہندو بھائیوں کو خود اپنا جزو بنالیں گے۔"

(الفضل ۱۷ر اپریل ۱۹۴۶ء)

المختصر جب مفاہمت کی کوئی صورت باقی نہ رہی تو وائسرائے ہند لارڈ ویول نے ۱۹ ستمبر ۱۹۴۵ء کو ملک میں نئے انتخابات کرانے کا اعلان کر دیا۔ اس پر قائد اعظم محمد علی جناح نے مسلمانان ہند کے نام پیغام دیا:-

"ہمارے پیش نظر اہم مسئلہ آئندہ انتخابات کا ہے موجودہ حالات میں انتخابات کو خاص اہمیت حاصل ہے انتخابات ہمارے لئے ایک آزمائش کی صورت رکھتے ہیں ...... ہم رائے دہندگان کی اس امر کے بارے میں دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ کیا وہ پاکستان چاہتے ہیں یا ہندو راج کے ماتحت رہنا چاہتے ہیں.... مجھے معلوم ہے کہ ہمارے خلاف بعض طاقتیں کام کر رہی ہیں اور کانگرس ارادہ کئے بیٹھی ہے کہ ہماری صفوں کو ان مسلمانوں کی امداد سے پریشان کر دیا جائے جو ہمارے ساتھ نہیں ہیں مجھے افسوس ہے کہ کہ وہ مسلمان ہمارے ساتھ نہیں ہیں بلکہ ہمارے دشمنوں کیساتھ ہیں یہ مسلمان ہمارے خلاف مسلمانوں کو گرانے کے کام میں بطور کارندے استعمال کئے جا رہے ہیں یہ مسلمان کہلاتے ہوئے پھندے ہیں یہ صرف شکل وصورت کے اعتبار سے ہی مسلمان ہیں۔"

(اخبار انقلاب لاہور ۱۸ر اکتوبر ۱۹۴۵ء)

جہاں (قائد اعظم کی اصطلاح کے مطابق) کانگرس کے پھندے ہوتے علماء نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا کہ مرکزی اور صوبائی انتخابات کے ذریعہ تحریک کا نام ونشان تک مٹا ڈالیں وہاں حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ امام جماعت احمدیہ نے ۲۲ر اکتوبر ۱۹۴۵ء کو ایک مفصل مضمون میں اعلان کر دیا کہ آئندہ الیکشنوں میں ہر احمدی کو مسلم لیگ کی تائید کرنی چاہیئے تا انتخابات کے بعد مسلم لیگ بلا خوف تردید کانگرس سے یہ کہہ سکے کہ وہ مسلمانوں کی نمائندہ ہے اگر ہم اور دوسری مسلمان جماعتیں ایسا نہ کریں گی تو مسلمانوں کی سیاسی حیثیت کمزور ہو جائے گی اور ہندوستان کے آئندہ نظام میں اُن کی آواز بے اثر ثابت ہو گی اور ایسا سیاسی اور اقتصادی دھکا مسلمانوں کو لگے گا کہ اور چالیس پچاس سال تک اُن کا سنبھلنا مشکل ہو جائیگا اور میں نہیں سمجھ سکتا کہ کوئی عقلمند اس حالت کی ذمہ داری اپنے سر لینے کو تیار ہو۔"

(الفضل ۲۲ر اکتوبر ۱۹۴۵ء صفحہ ۱)

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد امام جماعت احمدیہؓ اس جماعتی پالیسی کے اعلان سے قبل اپنے ایک خط میں بھی مسلم لیگ کی تائید میں ہدایت جاری فرما چکے تھے۔ اس خط کی نقل قائد اعظم محمد علی جناح کی خدمت میں بھجوائی گئی تو آپ نے امام جماعت احمدیہ کے اس فیصلہ پر خوشنودی کا اظہار فرمایا! امام جماعت احمدیہ کے الفاظ پریس میں بغرض اشاعت بھجوا دیئے جو ایسوسی ایٹڈ پریس آف انڈیا کے حوالے سے مسلم اخبار ڈان (دہلی) نے اپنی ۸ر اکتوبر ۱۹۴۵ء کی اشاعت میں چھاپے۔

جماعت احمدیہ نے اپنے دینی پیشوا کی آواز پر کس طرح شاندار طریق سے والہانہ لبیک کہا اور مسلم لیگ کو کامیاب کرانے کا روح پرور مظاہرہ کیا۔ اُس کا اندازہ مجلس احرار اسلام قادیان کے ایک کتابچہ "مسلم لیگ اور مرزائیوں کی آنکھ مچولی پر مختصر تبصرہ" سے بآسانی لگ سکتا ہے یہ کتابچہ اکتوبر ۱۹۴۶ء میں شائع کیا گیا اور اس میں مسلم لیگ اور جماعت احمدیہ کے قدیمی مراسم اور روابط کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ۔

"صرف مسلم لیگ پارٹی ہی ایسی پارٹی تھی جس کے ساتھ مرزائیوں کو کچھ توقعات تھیں کیونکہ سر ظفر اللہ خاں مرزائی ۱۹۳۱ء میں آل انڈیا مسلم لیگ کے صدر رہ چکے تھے ...... کانگرس اور مسلم لیگ میں تلخیاں بڑھیں اور پاکستان کا مطالبہ شروع ہوا ...... مرزا محمود اور اس کی پراپیگنڈا ایجنسی نے مسٹر جناح سے خط وکتابت کی مسٹر جناح نے یہ نہ سوچا کہ پولیٹیکل پالیسی اسلام کو کیا نقصان پہنچائے گی آخر مسٹر جناح نے مرزائیوں کو مسلم لیگ میں شامل کر لیا.. ...... ۳۰ جولائی ۱۹۴۴ء کو لاہور میں مسلم لیگ کی آل انڈیا کونسل کا اجلاس ہوا مولانا عبد الحامد بدایونی ...... نے اس کونسل کے اجلاس میں ایک قرارداد پیش کرنے کا نوٹس دیا کہ مرزائی چونکہ مسلمان نہیں ہیں اسلئے ان کو نکال دیا جائے ...... جب یہ قرارداد پیش ہوئی تو مسٹر جناح نے اس پر بحث کی اجازت نہ دی اب جبکہ لیگی نقار خانے میں مذہبی باتیں کس طرح کامیاب ہو سکتی تھیں وہاں تو ہر بات میں جناح یا [illegible] دھم پر لیگ میدان مار لیتا ہے...... چنانچہ سال ۱۹۴۵ء میں جب ویول کانفرنس کے بعد انتخابات کا زمانہ شروع ہوا تو مرزائیوں اور لیگیوں میں خفیہ سازباز شروع ہوئی... مرزا محمود خلیفہ قادیان نے اکتوبر کے مہینہ میں ایک اہم اعلان کیا (آگے اس اعلان کے بعض فقرے درج کرنے کے بعد لکھا) یہ مقالہ کسی تشریح کا محتاج نہیں اس کے بعد مسٹر جناح نے کوئٹہ میں تقریر کی اور مرزا محمود کی پالیسی کو سراہا اس کے بعد سنٹرل اسمبلی کے الیکشن ہوئے تو تمام مرزائیوں نے مسلم لیگ کو ووٹ دیئے یہاں تک کہ جب مولانا ظفر علی خاں ایڈیٹر زمیندار لاہور جو کسی زمانے میں مرزائیوں کے شدید ترین دشمن تھے، اُن کا مسلم لیگ کا مقابلہ ہوا تو دفتر مسلم لیگ گورداسپور نے مرزا محمود احمد قادیانی کو ایک چٹھی لکھی جس میں مرزائیوں کو صاف طور پر مسلمان قوم تسلیم کیا گیا (چٹھی کی نقل کے بعد لکھا ہے) اس چٹھی پر تمام مرزائی بٹالہ گئے۔ بٹالہ کے مسلم لیگی کارکنوں نے ان سے معانقے کئے ووٹ مولانا ظفر علی خاں کے حق میں گذر گئے دیگر بعض مسلم لیگ کے لیڈر لاہور سے بذریعہ کار تشریف لا کر اپنی آنکھوں سے یہ نظارہ دیکھتے رہے۔"

(صفحہ ۱۸-۱۹)

جماعت احمدیہ نے اس معرکہ حق و باطل میں جس شان سے حصہ لیا اس کا اندازہ مؤرخ پاکستان مولانا رئیس احمد صاحب جعفری کے مندرجہ ذیل الفاظ سے بھی بخوبی لگ سکتا ہے۔ مولانا نے اپنی کتاب "قائد اعظم اور اُن کا عہد" میں زیر عنوان "مسلم لیگ، قادیان اور پاکستان" حضرت امام جماعت احمدیہؓ کے بیان جاری فرمودہ ۱۱ر اکتوبر ۱۹۴۵ء کے اقتباسات نقل [illegible]

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"مسلم قوم کی مرکزیت پاکستان یعنی ایک آزاد اسلامی حکومت کے قیام کی تائید، مسلمانوں کے یاس انگیز مستقبل پر تشویش، عامۃ المسلمین کی صلاح و فلاح، نجاح و مرام کی کامیابی، تفریق بین المسلمین کے خلاف برہمی اور غصہ کا اظہار کون کر رہا ہے؟ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اور جماعت حزب اللہ داعی اور امام الہدیٰ نہیں، پھر کون؟ وہ لوگ جن کے خلاف کفر کے فتووں کا پشتارہ موجود ہے۔ جن کی نامسلمانی کا چرچا گھر گھر ہے، جن کا ایمان، جن کا عقیدہ مشکوک، مشتبہ اور محل نظر ہے۔

کیا خوب کہا ہے ایک شاعر نے ؎

کاش اس فرقۂ زہاد سے اٹھتا کوئی
کچھ ہوتے تو یہی رندان قدح خوار ہوئے"

(قائد اعظم اور ان کا عہد صفحہ ۲۰۲ تا ۲۰۴)

جماعت احمدیہ نے تحریک پاکستان کے اس اہم ترین موڑ پر جو تاریخی رول ادا کیا اس کا اعتراف ممتاز اہل حدیث عالم جناب مولانا میر محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی کو بھی کرنا پڑا، چنانچہ انہوں نے اپنی کتاب "پیغام ہدایت در تائید پاکستان و مسلم لیگ" میں لکھا:-

"احمدیوں کا اس اسلامی جھنڈے کے نیچے آجانا اس بات کی دلیل ہے کہ واقعی مسلم لیگ ہی مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت ہے۔ وجہ یہ کہ احمدی لوگ کانگرس میں تو شامل ہو نہیں سکتے کیونکہ وہ خالص مسلمانوں کی جماعت نہیں ہے اور نہ احرار میں شامل ہو سکتے ہیں کیونکہ وہ سب مسلمانوں کے لئے نہیں بلکہ صرف اپنی احراری جماعت کے لئے لڑتے ہیں جن کی امداد پر کانگرسی جماعت ہے اور حدیث "اَلدِّیْنُ النَّصِیْحَۃُ" کی تفصیل میں خود رسول مقبولؐ نے عامۃ المسلمین کی خیر خواہی کو شمار کیا ہے۔ (صحیح مسلم) پس اس وقت مسلم لیگ ہی ایک ایسی جماعت ہے جو خالص مسلمانوں کی ہے۔ اس میں مسلمانوں کے سب فرقے شامل ہیں۔ پس احمدی صاحبان بھی اپنے آپ کو ایک اسلامی فرقہ جانتے ہوئے اس میں شامل ہو گئے، جس طرح کہ اہل حدیث اور حنفی اور شیعہ وغیرہم شامل ہوئے اور اس امر کا اقرار کہ احمدی لوگ اسلامی فرقوں میں سے ایک فرقہ ہے مولانا ابوالکلام صاحب کو بھی ہے" (صفحہ ۱۱۲ و ۱۱۳)

مسلم لیگ کی عبوری حکومت میں شمولیت

تحریک پاکستان کے اعتبار سے مسلم لیگ کا عبوری حکومت میں شامل ہونا ۱۹۴۵ء کے انتخابات کے بعد سب سے نمایاں اور سب سے اہم واقعہ ہے کیونکہ مسلم لیگ نے اس کے نتیجہ میں صرف چار پانچ ماہ کے اندر اندر پاکستان کی آئینی جنگ جیت لی اور ملک میں متحدہ دستور ساز اسمبلی کے امکانات ختم ہو جانے پر برطانوی وزیر اعظم مسٹر اٹیلی نے ۲۰ فروری ۱۹۴۷ء کو ہندوستان کی مکمل آزادی کا اعلان کر دیا۔ اس طرح کانگرس کا یہ دیرینہ خواب کہ وہ مسلم لیگ کو نظر انداز کر کے اپنی کثرت کے بل بوتے پر پورے ملک کے نظام حکومت کو چلائے گی دھرا کا دھرا رہ گیا اور برطانوی حکومت کو بالآخر مطالبہ پاکستان کے سامنے ہتھیار ڈال دینا پڑے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ عبوری حکومت میں مسلم لیگ کی شرکت انتہائی مخالف اور مایوس کن حالات میں ہوئی جن میں نیا خوشگوار انقلاب حضرت امام جماعت احمدیہ مرزا بشیر الدین محمود کی دعاؤں اور توجہات ہی کی برکت سے ہوا۔

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ پارلیمنٹری مشن نے وائسرائے ہند کے مشورہ سے ۱۶ جون ۱۹۴۶ء کو ملک میں ایک عارضی حکومت کے قیام کا اعلان کیا اور مسلم لیگ اور کانگرس کے زعماء کے نام دعوت نامے جاری کئے کہ وہ اس عارضی حکومت کے رکن کی حیثیت سے یہ قومی ذمہ داری قبول کر لیں۔ اعلان میں یہ بھی واضح کیا گیا کہ جو سیاسی جماعت عارضی حکومت میں شامل نہ ہوگی اس سے صرف نظر کر کے دوسری جماعت کے اشتراک سے عارضی حکومت بنا دی جائے گی۔

مسلم لیگ نے ایک قرارداد کے ذریعہ عبوری حکومت میں شرکت پر آمادگی ظاہر کر دی مگر کانگرس نے یہ دعوت رد کر دی۔ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ نے اس موقعہ پر بیان دیا کہ:-

"مشن نے اعلان کیا تھا کہ اگر عارضی حکومت کے متعلق کسی پارٹی نے ہماری تجاویز منظور نہ کیں تو پھر ہم حکومت قائم کر دیں گے اس اعلان کے مطابق اب اس کا فرض ہے کہ وہ کانگرس کو چھوڑ کر باقی پارٹیوں کے ساتھ عارضی حکومت قائم کر دے" (الفضل ۲۸ جون ۱۹۴۶ء)

مگر افسوس وائسرائے ہند لارڈ ویول نے دعوت واپس لے لی جس پر مسلم لیگ کونسل کو بھی اپنے اجلاس بمبئی میں بطور احتجاج اپنی رضامندی منسوخ کرنا پڑی وائسرائے ہند نے جو اسی موقعہ کی تاک میں تھے کانگرس سے گٹھ جوڑ کر کے پنڈت جواہر لال نہرو صدر آل انڈیا کانگرس کو عبوری حکومت کی تشکیل کی دعوت دے دی جو پنڈت جی نے فوراً منظور کر لی اور اعلان پر اعلان کرنا شروع کر دیا کہ جو ہمارے ساتھ شرکت نہ کرنا چاہے ہم اسے مجبور نہیں کر سکتے نہ اس کا انتظار کر سکتے ہیں ہم دستور سازی کا کام شروع کریں گے اور عبوری حکومت کو تنہا کامیابی سے چلا کر دکھائیں گے ازاں بعد انہوں نے ۲ ستمبر ۱۹۴۶ء کو عبوری حکومت کا چارج بھی سنبھال لیا اس طرح مسلمانوں کو نظر انداز کر کے اقتدار کی پوری باگ ڈور ہندو اکثریت کو سپرد کر دی گئی اور مسلمانوں کی جیتی ہوئی جنگ بظاہر شکست میں بدل گئی اور مسلم لیگ کے لئے آبرومندانہ طور پر عبوری حکومت میں داخلہ کے سب راستے مسدود ہو گئے اور مسلمانان ہند پر مایوسی اور قنوطیت کے گھٹا ٹوپ بادل چھا گئے۔

مسلمانان ہند نے ملک بھر میں یوم احتجاج منایا اور قائد اعظم نے راست اقدام کی دھمکی دی مگر کانگرس حکومت نے جو انگریز کا واحد جانشین بننے کے خواب کو پورا ہوتے دیکھ کر نشہ میں مخمور ہو چکی تھی اس دھمکی کا جی بھر کر مذاق اڑایا اور کہا کہ یہ محض گیدڑ بھبکی ہے۔ حکومت سے ٹکر لینا آسان نہیں یہ عیش و عشرت کے خوگر بھلا جنگ سی کہاں کر سکتے ہیں اگر لڑیں گے تو ہار جائیں گے خود حکومت بھی ان کے مقابلہ کے لئے تیار اور چوکس ہے اور وہ ان نئے سرکشوں اور باغیوں کا ڈٹ کر مقابلہ کرے گی۔

ایک نازک ترین دور میں جبکہ نہ صرف مسلم لیگ کا وقار معرض خطر میں پڑ گیا۔ بلکہ تحریک پاکستان کا خاتمہ اور مسلمانوں کی تباہی اور بربادی کا منظر آنکھوں کے سامنے پھرنے لگا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت امام جماعت احمدیہ کو خبر دی گئی کہ اس مشکل مرحلے کا حل آپ کے ساتھ بھی وابستہ ہے۔ چنانچہ آپ بعض خدام سمیت ۲۳ ستمبر ۱۹۴۶ء سے لیکر ۱۴ اکتوبر ۱۹۴۶ء تک دلی میں تشریف فرما رہے اور قائد اعظم محمد علی جناح، نواب صاحب بھوپال، خواجہ ناظم الدین، سردار عبدالرب صاحب نشتر، نواب سر احمد سعید خاں چھتاری کے علاوہ مسٹر گاندھی اور پنڈت جواہر لال نہرو سے بھی تبادلہ خیال کیا۔ وائسرائے ہند لارڈ ویول کو چٹھی بھجوائی کہ جماعت احمدیہ ایک تبلیغی جماعت ہے مگر موجودہ سیاسی بحران میں اس کی اصولی ہمدردی تمام تر مسلم لیگ کے ساتھ ہے ایک دوسری چٹھی میں آپ نے واضح کیا کہ اگر مسلم لیگ اور کانگرس کی گفت و شنید ناکام ہوتی نظر آئے تو اسے التوا کی صورت قرار دیا جائے تا دونوں سیاسی حلقے مزید غور کر سکیں۔

حضرت مصلح موعودؓ کی دعاؤں اور مادی تدابیر نے بالآخر کامیابی کی راہ کھول دی۔ وائسرائے ہند نے یہ معاملہ اپنے ہاتھ میں لے لیا اور مسلم لیگ ہائی کمان نے نہایت درجہ فہم و فراست کا ثبوت دیتے ہوئے اور کانگرس سے سمجھوتہ کئے بغیر عبوری حکومت میں شامل ہونے کا فیصلہ کر لیا۔ اور ۱۳۔ اکتوبر کو اس کی اطلاع بھی وائسرائے ہند تک پہنچا دی گئی۔ یہ فیصلہ چونکہ انتہائی غیر موافق اور خلاف توقع حالات میں ہوا اس لیے اس نے کانگرس کے حلقوں میں کھلبلی مچا دی اور انہیں بھی پاکستان کی منزل صاف قریب آتے دکھائی دینے لگی۔ چنانچہ ہندو اخبار "ملاپ" نے صاف لفظوں میں اس رائے کا اظہار کیا:-

"میں سمجھتا ہوں کہ یہ جواہر لال جی اور ان کے ساتھیوں کے جوش آزادی کو تارپیڈو کرنے کا جتن ہے"

(بحوالہ نوائے وقت ۱۷ اکتوبر ۱۹۴۶ء صفحہ ۳ کالم ۱)

باؤنڈری کمیشن میں مسلم حقوق کی حفاظت

۳۰ جون ۱۹۴۷ء کو پنجاب اور بنگال کی تقسیم کے لئے ایک حد بندی کمیشن کے تقرر کا اعلان کیا گیا جس کی صدارت سر سیرل ریڈکلف کو سونپی گئی۔ سکھوں نے مطالبہ کیا کہ اگر کمیشن نے مشرقی پنجاب کی حد دریائے چناب مقرر نہ کی تو سکھ برطانوی سکیم کو ہرگز تسلیم نہیں کریں گے۔

باؤنڈری کمیشن نے ۱۴ جولائی ۱۹۴۷ء کے اجلاس میں فیصلہ کیا کہ جو جماعتیں کوئی میمورنڈم پیش کرنا چاہیں وہ ۱۸ جولائی تک مع چار زائد نقول اور ایسے چار نقشوں کے پیش کر دیں جن سے یہ معلوم ہو سکے کہ صوبے کی حد کس جگہ مقرر کرنے کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ کمیشن نے صوبہ پنجاب کے جن پندرہ اضلاع کو متنازع فیہ قرار دیا ان میں گورداسپور اور لاہور کے ضلع بھی شامل تھے حالانکہ ۳ جون کی برطانوی سکیم میں ان کو قطعی طور پر مسلم اکثریت کا ضلع تسلیم کیا گیا تھا۔

کانگرس نواز علماء ۱۹۴۵ء کے الیکشن

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سے یہ پروپیگنڈا کر رہے ہیں کہ احمدی مسلمان نہیں اور یہ خدشہ یقینی تھا کہ ہندو یا سکھ باؤنڈری کمیشن کے سامنے اپنی بحث کے دوران یہ سوال اٹھائیں گے کہ احمدی چونکہ مسلمان نہیں اسلئے ضلع گورداسپور کی مردم شماری میں ان کو مسلمانوں سے الگ کر دیا جائے تو یہ ضلع لازماً غیر مسلم اکثریت کا ضلع قرار پاتا ہے اسلئے اُسے مشرقی پنجاب میں آنا چاہیئے۔ اس تشویشناک صورت حال کے پیش نظر مسلم لیگ کی ہدایت پر جماعت احمدیہ نے مسلم لیگ کے وقت میں ایک علیحدہ محضر نامہ پیش کیا۔ یہ محضر نامہ نہایت قیمتی بیش بہا اور مستند معلومات پر مشتمل تاریخی دستاویز ہے جو شائع شدہ ہے جس میں زبردست دلائل سے یہ ثابت کیا گیا کہ مغربی پنجاب کے تحفظ کے لئے ضروری ہے کہ گورداسپور کا ضلع مغربی پنجاب میں شامل ہو تا کہ دریائے بیاس کے اُس طرف جو مشرقی پنجاب کے علاقے ہیں اُن کو پاکستان پر حملہ کرنے کی کھلی چھٹی نہ مل جائے۔ جماعت احمدیہ کے وکیل شیخ بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ نے عدالتی بحث میں جسٹس تیجا سنگھ کے ایک سوال کے جواب میں کہا:۔

تمام احمدی اوّل سے آخر تک مسلمان ہیں اور وہ اپنے آپ کو مسلمانوں کا ایک حصہ سمجھتے ہیں۔ جماعت احمدیہ کے اس محضر نامہ اور وضاحت نے ہندوؤں اور سکھوں کے اس خیال کو پاش پاش کر دیا کہ وہ کانگریسی علماء کے بل بوتے پر اس ضلع کو غیر مسلم اکثریت کا ضلع ثابت کر دکھائیں گے اور اگرچہ ریڈکلف ایوارڈ اور کانگریس کے گٹھ جوڑ اور سوچے سمجھے منصوبہ کے نتیجے میں اس مسلم اکثریت کے صوبہ کی تین تحصیلوں (تحصیل بٹالہ، تحصیل پٹھانکوٹ و تحصیل گورداسپور) کو ظالمانہ طور پر ہندوستان کی جھولی میں ڈال دیا گیا مگر ریڈکلف اپنی بددیانتی اور فریب کاری کے جواز میں احمدیوں کے محضر نامہ کی وجہ سے کوئی دلیل دینے کی جرأت نہ کر سکا۔ جماعت احمدیہ نے ضلع گورداسپور اور قادیان کو پاکستان میں شامل کرنے کے لئے دن رات ایک کر کے صوبہ پنجاب اور گورداسپور کی مردم شماری کے تفصیلی اعداد و شمار جمع کئے احمدی پروفیسر ڈرافٹسمین اور نقشہ نویس پاکستانی حدود کے زیادہ سے زیادہ وسیع کرنے کے لئے سرتاپا جہاد بن گئے۔ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد امام جماعت نے امریکہ اور برطانیہ سے نہایت قیمتی باؤنڈری لٹریچر منگوایا جو بذریعہ ہوائی جہاز ہندوستان پہنچا جس کے ڈاک خرچ پر ہی ہزار روپے سے زائد رقم خرچ کرنا پڑی جماعت احمدیہ نے برطانیہ کے ایک ماہر اور ممتاز جغرافیہ دان ڈاکٹر اوسکر اسپیٹ کے سپیٹ (O.H.K. SPATE) کی خدمات بھی حاصل کیں جنہوں نے لندن سے ہندوستان پہنچ کر باؤنڈری کمیشن کے دوران جماعت احمدیہ اور مسلم لیگ کے محضر ناموں اور بحث کی تیاری میں ہر ممکن مدد دی اور جو خاص طور پر مسلم لیگ کے لیے نعمت غیر مترقبہ ثابت ہوئے۔ ڈاکٹر سپیٹ کے تمام اخراجات تنہا جماعت احمدیہ نے برداشت کئے۔

جہاں تک مسلم لیگ کے کیس کا تعلق ہے۔ اس نازک ترین ذمہ داری کی ادائیگی کے لئے قائداعظم کی نظر انتخاب حضرت کے مایہ ناز فرزند چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب پر پڑی جنہوں نے انتہائی مشکلات اور تیاری کے مختصر ترین وقت کے باوجود مسلم اقلیت کے حقوق کی ترجمانی کا حق ادا کر دیا۔ آپ نے نہ صرف اپنے قلم سے مسلم لیگی زعماء کے مشورہ سے محضرنامہ کا مکمل متن تیار کیا بلکہ ۲۷ جولائی سے ۳۰ جولائی ۱۹۴۷ء تک حد بندی کمیشن کے سامنے مسلم لیگ کا نقطہ نگاہ غیر معمولی قابلیت سے نمایاں کر دکھایا۔ آپ کی فاضلانہ اور مدلل بحث ریڈکلف ایوارڈ کے ریکارڈ میں محفوظ ہے۔

باؤنڈری کمیشن کے اختتام پر جناب حمید نظامی نے اپنی اخبار "نوائے وقت" لاہور کی یکم اگست ۱۹۴۷ء کی اشاعت میں چوہدری صاحب کی اس فقید المثال خدمت کو سراہتے ہوئے لکھا:۔

"حد بندی کمیشن کا اجلاس ہوا۔ سنسر کی پابندیوں کی وجہ سے ہم نہ اجلاس کی کارروائی چھاپ سکے نہ اب اس پر تبصرہ ہی ممکن ہے کمیشن کا اجلاس دس دن جاری رہا۔ ساڑھے چار دن مسلمانوں کی طرف سے بحث کے لئے مخصوص رہے مسلمانوں کے وقت میں سے ہی اُن کے دوسرے حامیوں کو بھی وقت دیا گیا۔ اس حساب سے کوئی چار دن سر محمد ظفر اللہ خان صاحب نے مسلمانوں کی طرف سے نہایت مدلل، نہایت فاضلانہ اور نہایت معقول بحث کی۔ کامیابی بخشنا خدا کے ہاتھ میں ہے مگر جس خوبی اور قابلیت کے ساتھ سر محمد ظفر اللہ خان صاحب نے مسلمانوں کا کیس پیش کیا۔ اس سے مسلمانوں کو اتنا اطمینان ضرور ہو گیا کہ ان کی طرف سے حق و انصاف کی بات نہایت مناسب اور احسن طریقہ سے ارباب اختیار تک پہنچا دی گئی ہے سر ظفر اللہ خان صاحب کو کیس کی تیاری کے لئے بہت کم وقت ملا۔ مگر اپنے خلوص اور قابلیت کے باعث انہوں نے اپنا فرض بڑی خوبی کے ساتھ ادا کیا ہمیں یقین ہے کہ پنجاب کے سارے مسلمان بلا لحاظ عقیدہ اُن کے اس کام کے معترف اور شکر گزار ہوں گے"

اخبار "نوائے وقت" لاہور نے ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کی اشاعت میں حسب ذیل نوٹ بھی لکھا:۔

"جب قائداعظم نے یہ چاہا کہ آپ پنجاب باؤنڈری کمیشن کے سامنے مسلمانوں کے وکیل کی حیثیت سے پیش ہوں تو ظفر اللہ خان نے فوراً یہ خدمت سرانجام دینے کی حامی بھر لی ——— اور اُسے ایسی قابلیت سے سرانجام دیا کہ قائداعظم نے خوش ہو کر آپ کو یو۔این۔او میں پاکستانی وفد کا قائد مقرر کر دیا۔ جس طرح آپ نے ملت کی وکالت کا حق ادا کیا تھا اس سے آپ کا نام پاکستان کے قابل احترام لوگوں میں شامل ہو چکا تھا۔ آپ نے ملک و ملت کی شاندار خدمات سرانجام دیں تو قائداعظم نے انہیں حکومت پاکستان کے اُس عہدے پر فائز کیا جس پر تیار ہو گئے جو باعتبار منصب وزیر اعظم کے بعد سب سے اہم اور وقیع عہدہ شمار ہوتا ہے"

علاوہ ازیں جسٹس محمد منیر صاحب نے جو ریڈکلف ایوارڈ میں مسلمانوں کی طرف سے ممتاز رکن اور فسادات پنجاب ۱۹۵۳ء کی تحقیقاتی عدالت کے صدر تھے اپنی عدالتی رپورٹ میں لکھا:۔

"عدالت ہذا کا صدر جو اس باؤنڈری کمیشن کا ممبر تھا اُس بہادرانہ جدوجہد پر تشکر و امتنان کا اظہار کرنا اپنا فرض سمجھتا ہے جو چوہدری ظفر اللہ خان صاحب نے گورداسپور کے معاملہ میں کی تھی یہ حقیقت باؤنڈری کمیشن کے کاغذات میں ظاہر و باہر ہے اور جس شخص کو اس مسئلہ سے دلچسپی ہو وہ شوق سے اس ریکارڈ کا معائنہ کر سکتا ہے چوہدری ظفر اللہ خان نے مسلمانوں کی نہایت بے غرضانہ خدمات انجام دیں۔ ان کے باوجود بعض جماعتوں نے عدالتی تحقیقات میں اُن کا ذکر جس انداز میں کیا ہے وہ قابل شرم ناشکرے پن کا ثبوت ہے"
(رپورٹ عدالتی تحقیقات صفحہ ۲۰۹)

امام جماعت احمدیہ کا پُرشوکت بیان

الحمد للہ مسلم لیگ اور جماعت احمدیہ کی متحدہ کوششیں بالآخر جناب الٰہی میں قبول ہوئیں اور ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو پاکستان دنیائے اسلام کے افق پر ستارہ بن کر نمودار ہو گیا۔ مگر جس طرح جماعت احمدیہ نے من حیث الجماعت برصغیر کے دوسرے تمام مسلمان فرقوں سے بڑھ کر قیام پاکستان کی جدوجہد میں حصہ لیا تھا۔ اُسی طرح قیام پاکستان پر کانگریس اور انگریز کی ظالمانہ اور انتقامی کارروائیوں کا نشانہ بھی سب سے بڑھ کر اسی کو بننا پڑا۔ اور اسے جہاد پاکستان کی بھاری قیمت ادا کرنا پڑی یعنی یہ کہ اس کا محبوب مرکز قادیان جس پر ملک کے اسلام دشمن طبقوں کی مدتوں سے نظر تھی پاکستان سے جدا کر دیا گیا اور قادیان اور مشرقی پنجاب کے ہزاروں احمدیوں کے علاوہ اسیروں کے دستگیر ملت اسلامیہ کے بطل جلیل اور تحریک پاکستان کے عظیم جرنیل سیدنا و امامنا و مرشدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد کو بھی ہجرت کر کے پاکستان آنا پڑا۔ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد کی قیادت میں جماعت احمدیہ نے تحریک پاکستان کی بے لوث اور مسلسل جنگ لڑی تھی پاکستان بنتے ہی عموماً کو بھول گئے جو ہندوستان میں جماعت احمدیہ اور آپ کی پیشوا نے اسلئے کہ آپ کا مکان تو آپ کے ہاتھ سے جاتا رہا مگر آپ کے آقا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ کو مکان مل گیا اور آپ کے مقدس نام پر ایک عظیم الشان اسلامی مملکت قائم ہو گئی جس نے مسلمانوں کے لیے ترقی کے وسیع دروازے کھول دئے اور ایک بین الاقوامی اسلامستان کی بنیاد رکھ دی چنانچہ آپ نے پاکستان میں پہنچ کر یہ پُرشوکت اعلان فرمایا

"پاکستان کا مسلمانوں کو مل جانا اس لحاظ سے بڑی اہمیت رکھتا ہے کہ اب مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے سانس لینے کا موقعہ میسر آ گیا ہے اور آزادی کے ساتھ ترقی کی دوڑ میں حصہ لے سکتے ہیں۔ ایسا اُن کے سامنے ترقی کے لئے غیر محدود ذرائع ہیں کہ اگر وہ ان کو اختیار کریں تو دنیا کی کوئی قوم اُن کے مقابلہ میں ٹھہر نہیں سکتی اور پاکستان کا مستقبل نہایت ہی شاندار ہو سکتا ہے۔ مگر پھر بھی پاکستان ایک چھوٹی چیز ہے ہمیں اپنا قدم اس سے آگے رکھنا چاہیئے اور پاکستان کو اسلامستان کی بنیاد بنانا چاہیئے۔ بیشک پاکستان بنا ہم ہی چھوٹا

(بقیہ صفحہ ۸ پر)

تریاق اطہر — اٹھرا کے علاج کیلئے — کورس ۲۰/- روپے
نور مظہر — اولاد نرینہ کیلئے — کورس ۵ روپے
خورشید یونانی دواخانہ ربوہ فون ۵۳۸

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بے شک عرب بھی ایک اہم چیز ہے۔
بے شک حجاز بھی ایک اہم چیز ہے۔
بے شک مصر بھی ایک اہم چیز ہے۔
بے شک ایران بھی ایک اہم چیز ہے۔
مگر پاکستان اور عرب اور حجاز اور دوسرے اسلامی ممالک کی ترقیات صرف پہلا قدم ہیں اصل چیز دنیا میں اسلامستان کا قیام ہے۔ ہم نے پھر سارے مسلمانوں کو ایک ہاتھ پر اکٹھا کرنا ہے۔ ہم نے پھر اسلام کا جھنڈا دنیا کے تمام ممالک میں لہرانا ہے۔ ہم نے پھر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا نام عزت اور آبرو کے ساتھ دنیا کے کونے کونے میں پہنچانا ہے۔۔۔ ہمیں حقیقی خوشی تب ہوگی جب سارے ملک آپس میں اتحاد کرتے ہوئے اسلامستان کی بنیاد رکھیں۔"

(الفضل ۲۳ مارچ ۱۹۵۶ء)

اداریہ

(بقیہ صفحہ ۲)

حرفِ غلط قرار دے کر مٹا نہیں سکتا۔ پاکستان بھی ہمیشہ ہمیشہ قائم رہے گا اور اس کے ساتھ بانیٔ پاکستان قائداعظم محمد علی جناح کا نام بھی ہمیشہ قائم و دائم رہے گا۔

آج کے دن قوم کو یہ عہد کرنا چاہیئے کہ وہ بہرحال قائداعظم کی متعین کردہ راہوں سے کبھی انحراف نہیں کریں گے اور ان راہوں پر پوری مستعدی اور تعہد کے ساتھ گامزن رہتے ہوئے آزادی کی نعمتِ عظمیٰ کی حفاظت کرتے چلے جائیں گے اور پاکستان کو مضبوط سے مضبوط تر اور مستحکم سے مستحکم تر بنانے میں کسی بھی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے اور اُس وقت تک دم نہ لیں گے جب تک کہ پاکستان کو دنیائے اسلام کا مضبوط ترین قلعہ بنانے سے متعلق قائداعظم کے خواب کو پورا کر دکھائیں ۔

قابلِ فروخت دکانیں

رحمت بازار ربوہ میں تین دکانیں قابلِ فروخت ہیں جو کونے پر واقع ہیں ان میں سے دو دکانیں اِس وقت ۸۵ روپے ماہوار کرایہ پر دی ہوئی ہیں۔
خواہش مند حضرات ایسی اہم دکانوں کو خرید کر موقع سے فائدہ اُٹھائیں۔
اِس سلسلہ میں شاہ میڈیکو رحمت بازار سے رابطہ قائم کریں۔

هُوَ الشَّافِی
پُرانی امراض کیلئے کیورز CURES اکسیر ہیں

مندرجہ ذیل امراض کی کیورز تیار ہو چکی ہیں:۔
۱۔ دمہ ۲۔ کیریز ۳۔ موتیا ۴۔ نزلہ ۵۔ زکام ۶۔ پیٹ درد ۷۔ قبض ۸۔ کثرتِ حیض ۹۔ کھانسی ۱۰۔ ذیابیطس ۱۱۔ اسہال ۱۲۔ پیچش ۱۳۔ مرگی ۱۴۔ نکسیر ۱۵۔ آنکھ کی سوزش ۱۶۔ ناسور ۱۷۔ تبخیر ۱۸۔ سوزاک ۱۹۔ بال جھڑنا ۲۰۔ سر درد ۲۱۔ ہسٹریا ۲۲۔ کمزوری ۲۳۔ بے خوابی ۲۴۔ یرقان ۲۵۔ جنون ۲۶۔ کان بہنا ۲۷۔ دردیں ۲۸۔ فالج ۲۹۔ بواسیر ۳۰۔ پائیوریا ۳۱۔ امراضِ جلد ۳۲۔ بانجھ پن ۳۳۔ گوہانجنی ۳۴۔ ٹانسلز ۳۵۔ چکر ۳۶۔ پیٹ کے کیڑے۔
قیمت فی کیور مکمل کورس -/۱۰ روپے، بذریعہ منی آرڈر -/۱۱ روپے بذریعہ وی پی -/۱۲ روپے

کیوریٹو میڈیسن کمپنی لاہور۔ کراچی
ہیڈ آفس:۔ ڈاکٹر راجہ ہومیو اینڈ کمپنی۔ ربوہ

شہزینے ❖ شہزینے ❖ شہزینے
مرض اٹھرا کی مؤثر ترین دوائی
حکیم نظام جان اینڈ سنز
گوجرانوالہ ـــــ ٹنڈو محمد خان ـــــ گولبازار ربوہ
فون نمبر ۶۳۸۔ دوائی منگوانے اور معائنہ کروانے کا انتظام گولبازار ربوہ میں بھی شروع کیا گیا ہے ۔

ہر قسم کی عمارتی لکڑی کے لئے
پاک ٹمبر لاہور
۴۵ نیو ٹمبر مارکیٹ
لاوی روڈ
فون ۶۲۶۱۸ کو ہمیشہ یاد رکھیں

جدید فیشن کے مطابق
سادہ و جڑاؤ سیٹ
سونے اور چاندی کے خوشنما ڈیزائن سیٹ و برتن کے لئے
فرحت علی جیولرز
کمرشل بلڈنگ
مال روڈ لاہور
فون ۵۲۶۲۳

غذا جزوِ بدن
بنانے اور جسم پر گوشت پوست پیدا کرنے کے لئے "پیور الفلفا ٹانک" استعمال کیجئے۔ قیمت -/۴ بذریعہ ڈاک ۵/۵۰
شاہ ہومیوپیتھک سٹور رحمت بازار ربوہ

ہر قسم کا سامان سائنس و اچھی بڑے خوردبین خریدنے کیلئے

الائیڈ سائنٹیفک سٹورز
فون ۱۴۵۰
گپت روڈ لاہور کو ہمیشہ یاد رکھیں!

خارش توڑ مرہم
جلدی امراض کا شافی علاج
ہاضمون رجسٹرڈ
پیٹ کی تمام بیماریوں کے لئے
فی پیکٹ ۲۰ پیسے
تیار کردہ: نصرت دواخانہ گولبازار ربوہ

جوبِ اٹھرا — اٹھرا کے علاج کے لئے — کورس ۲۴ روپے
دوائی فضلِ الٰہی — اولادِ نرینہ کے لئے — کورس ۲۵ روپے
زوجامِ عشق — طاقت کی جنرل ٹانک — کورس ۳۵ روپے
دواخانہ خدمتِ خلق ربوہ